



سوال

تارک نماز کا فرجہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بہت سے باپ اپنے بچوں کی تربیت خصوصاً دینی تربیت کا اہتمام نہیں کرتے بچوں کی تعلیم میں کوتاہی کا وہ عذریہ پیش کرتے ہیں۔ کہ کام کی وجہ سے وہ بہت تھک گئے ہیں تو ان لوگوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو دعویٰ تو اسلام کا کرتے ہیں لیکن وہ رمضان کے روزے کم ہی رکھتے ہیں یا نماز بھی وہ کم ہی پڑھتے ہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ایک مرد مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت کا وہ پورا پورا اہتمام کرے تاکہ حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ پر عمل ہو سکے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَتْلُكُمْ مَا رَأَوْهُ النَّاسُ وَاجْزَاةً عَلَيْكُمْ غَلَاظٌ وَلَا يَحْصُونَ اللَّهُمَّ أَمْرُهُمْ وَيُفْعَلُونَ مَا يُحْمَرُونَ ۚ ... سورة التقریم

”اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو (آتش) جہنم سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور بہتر ہیں اور جس پر سخت دل اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ جو حکم دیتے ہیں بجالاتے ہیں۔“

مرد مومن کو چاہیے کہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں اس کے کندھوں پر ڈالی ہے کہ:

الرجل راع فی اہل و منول عن رعیہ (صحیح بخاری)

مرد اپنے اہل خانہ کے بارے میں نگہبان ہے اور اپنی اس رعیت کے بارے میں اس سے بچھا جائے گا۔“

لہذا اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنی اولاد کی طرف توجہ نہ دے بلکہ اس پر واجب ہے کہ حسب حالات اور حسب جرائم انہیں ادب سکھائے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مروا ابناءکم بالصلاۃ لیسعوا لیسعوا علیہم عشر (سنن ابی داؤد)



"یعنی بیٹوں (یعنی اولاد) کو نماز کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کے ہوں اور نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے انہیں مارو جب کہ وہ دس سال کے ہوں۔"

یاد رہے کہ مرد کے کندھوں پر جو یہ امانت ڈالی گئی ہے۔ روز قیامت اس کے بارے میں اس سے باز پرس بھی ہوگی لہذا اسے چاہیے کہ صحیح جواب تیار کر رکھے۔ تاکہ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکے۔ اور اپنے عمل کے پھل کو پاسکے کہ اگر عمل لچھا کیا تو پھل بھی لچھا اور اگر عمل بُرا کیا تو پھل بھی بُرا ہوگا اور بسا اوقات تو بُرے عمل کی سزا دنیا میں بھی اسی طرح مل جاتی ہے کہ اولاد اس سے بُرا سلوک کرتی ہے نافرمان ہو جاتی ہے۔ اور اپنے باپ کے حق کو ادا نہیں کرتی۔

جو لوگ اسلام کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ لیکن نماز روزے کی پابندی کم ہی کرتے ہیں تو ان کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ اگر یہ لوگ رمضان کے روزے اس لئے نہیں رکھتے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ روزہ واجب نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو ایک بدنی ریاضت ہے۔ اور انسان کو اختیار ہے کہ چاہے روزہ رکھے یا نہ رکھے تو یہ لوگ کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے فرائض اسلام میں سے ایک فرض کا انکار کیا ہے۔ اور جہالت کی وجہ سے انہیں معذور بھی قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ ایک اسلامی معاشرے میں رہ رہے ہیں۔

اگر یہ روزے کی فرضیت اور وجوب کا عقیدہ تو رکھتے ہیں لیکن عملاً روزہ نہیں رکھتے تو یہ نافرمان ہیں۔ اور اہل علم کے راجح قول کے مطابق انہیں کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔

اگر یہ نماز بالکل نہیں پڑھتے تو کافر ہیں۔ خواہ نماز کے وجوب کا انکار کریں یا انکار کیونکہ اس صورت میں ان کا کفر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورۃ توبہ میں ارشاد ہے :

فَإِنْ تَلَاَوْاْ وَآتَاَوْاْ الصَّلٰوةَ وَآتَاَوْاْ الزَّكٰوةَ فَخَنَّمْ فِي الدِّیْنِ ۖ ۱۱ ... سورۃ التوبہ

"پھر اگر توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔"

اور سورہ مریم میں ارشاد ہے :

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوٰتِ فَسُوفَ یَلْقَوْنَ عَذَابًا ۖ ۵۹ ... سورۃ مریم

"پھر ان کے بعد ایسے ناعلم ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے، سو عنقریب ان کو گمراہی (کی سزا) ملے گی۔ ہاں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کئے تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کا زرا نقصان نہ کیا جائے گا۔"

یہاں استدلال سورہ مریم کی اس دوسری آیت کریمہ سے ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے نماز ضائع کرنے والوں اور خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے والوں میں سے ان لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں تو اس سے معلوم ہوا کہ نماز ضائع اور خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے وقت وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اور یہ استدلال پہلی آیت سے ہے جو سورہ توبہ کی آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور مشرکین کے درمیان ثبوت اخوت کے لئے تین شرطیں قرار دی ہیں اور وہ یہ ہیں : 1۔ وہ مشرک سے توبہ کر لیں۔ 2۔ نماز قائم کر لیں اور 3۔ زکوٰۃ ادا کر لیں۔ اگر وہ مشرک سے توبہ کر لیں۔ لیکن نماز اور زکوٰۃ ادا نہ کریں تو وہ ہمارے بھائی نہیں ہیں۔ اور یاد رہے دینی اخوت کی نفی صرف اس وقت ہوتی ہے۔ جب کوئی مومن مکمل طور پر دائرہ دین سے خارج ہو جائے فسق کے ساتھ اس اخوت کی نفی نہیں ہوتی جیسا کہ آیت قصاص :

فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبِعْهُ بِالسُّرُوءِ وَأَدِّ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ... ۱۷۸ ... سورۃ البقرۃ

"اور اگر قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) اسے سچھ معاف کر دیا جائے تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریق سے (افراد کی) پیروی) (یعنی مطالبہ خون بہا) کرنا اور (قاتل کو) خوش خوئی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔"



اس آیت میں عداً قتل کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ نے مقتول کا بھائی قرار دیا ہے حالانکہ قتل عمد بھی اکبر الکبائر میں سے ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ سے ثابت ہے :

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَدًّا فِجْرًاؤُهُ يَحْتَمِلْ خِلَافَهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۙ ۙ ۙ سورة النساء ۙ ۙ ۙ

"اور جو شخص مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا۔ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا۔ اور ایسے شخص کے لئے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

یہ آیت کریمہ بھی اس کی دلیل ہے کہ ایمانی اخوت کی نفی کفر سے کم تر درجہ کے کسی جرم کی وجہ سے نہیں ہوتی۔

ترک نماز سے جب دینی اخوت کی نفی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ سورۃ توبہ کی آیت سے واضح ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ ترک نماز کفر دون کفر یا یہ فسق نہیں ہے۔ ورنہ اس سے دینی اخوت کی نفی نہ ہوتی جس طرح قتل مومن سے نفی نہیں ہوتی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیا تم تارک زکوٰۃ کو بھی کافر قرار دو گے جیسا کہ سورہ توبہ کی اس آیت کے مضموم سے معلوم ہوتا ہے۔ تو ہم کہیں گے ہاں بعض اہل علم نے تارک زکوٰۃ کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت یہی ہے لیکن ہمارے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ تارک زکوٰۃ کافر نہیں ہے ہاں البتہ اس کی سزا سخت ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت میں بیان فرمایا ہے۔ مثلاً حدیث ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مانعین زکوٰۃ کی سزا کو بیان کرتے ہوئے آخر میں فرمایا :

ثم یري سبيد المالی ابيد المالی النار (صحیح مسلم)

"پھر وہ اپنے رستے کو جنت کی طرف دیکھے گا یا جہنم کی طرف۔"

تو یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مانع زکوٰۃ کافر نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ کافر ہوتا تو پھر اس کا راستہ جنت کی طرف نہ ہوتا تو اس حدیث کا منطوق آیت توبہ کے مضموم سے مقدم ہے کیونکہ مضموم سے مقدم ہوا کرتا ہے جیسا کہ اصول فقہ میں معروف ہے۔

سنت سے تارک نماز کے کفر کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ :

((بن الرجل وبين الكفر والشرك ترك الصلاة)) (صحیح مسلم)

"آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق، ترک نماز سے ہے۔"

اور بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :

((العهد الذي بيننا وبينهم الصلاة فمن تركها فقد كفر))

"ہمارے اور ان (کفار و مشرکین) کے درمیان عہد، نماز ہے جو اسے ترک کر دے وہ کافر ہے۔"

یہاں کفر سے مراد وہ کفر ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو مومنوں اور کافروں کے درمیان حفاصل قرار دیا ہے۔ اور ظاہر ہے ملت کفر اور ملت اسلام دو الگ الگ ملتیں ہیں۔ تو جو شخص عہد نماز کی پابندی نہ کرے تو وہ کافروں میں سے ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :



ستون امرا خرفون و تتكون من عرف بريء من انكر مسلم ولكن من رضى حجاج قالوا فلا تفهم قال: لا بأسوا (صحیح مسلم)

"عنقریب کچھ ایسے امراء ہوں گے۔ کہ جن کو تم پہچانو گے بھی اور انکار بھی کرو گے۔ جس نے پہچان لیا وہ بری ہو گیا اور جس نے انکار کر دیا وہ سلامت رہا لیکن جو شخص ان سے راضی ہو گیا اور جس نے ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہو گیا) صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا 'کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں؟' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'نہیں جب تک یہ نماز پڑھتے رہیں (تم ان سے لڑائی نہ کرو)'"

اور حدیث عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ مِمَّا فِي بَيْوتِكُمْ ۚ وَكُلُوا وَشَرُّوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۚ وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّهَا قِيلٌ لَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ ۚ إِنَّهَا قِيلٌ لَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ ۚ إِنَّهَا قِيلٌ لَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ ۚ (صحیح مسلم حدیث نمبر 1855)

"تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو وہ تم سے محبت کریں وہ تمہارے لئے دعائیں کریں اور تم ان کے لئے دعائیں کرو۔ اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں کہ تم ان سے بغض رکھو وہ تم سے بغض رکھیں تم ان پر لعنت بھیجو وہ تم پر لعنت بھیجیں۔" صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا "کیا ہم تلوار کے ساتھ انہیں ختم نہ کر دیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں جب تک وہ نماز کو قائم رکھیں (ان کے خلاف تلوار کو نہ اٹھاؤ)۔"

یہ دونوں حدیثیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اگر حکمران نماز قائم نہ کریں۔ تو ان کے خلاف تلوار استعمال کر کے ان کا خاتمہ کر دیا جائے اور یاد رہے کہ حکمرانوں سے لڑائی، جھگڑا اور قتال صرف اسی صورت میں جائز ہے۔ جب وہ کفر صریح کا ارتکاب کریں اور ہمارے پاس اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح برہان ہو جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ ہم نے یہ بیعت کی کہ ہم پسندیدگی اور ناپسندیدگی میں مشکل میں اور آسانی میں پسپے اور ترجیح دینے جانے کی صورت میں بھی سبک داری کا مظاہرہ کریں گے۔ اور اہل لوگوں سے حکومت نہیں چھینیں گے۔ اسی سلسلہ میں فرمایا:

الان تروا کفر اوما عندکم من اللہ فیہ برہان (صحیح بخاری)

"ہاں الایہ کہ تم حکمرانوں سے صریح کفر کا ارتکاب دیکھو اور تمہارے پاس اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برہان ہو۔"

تو اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حکمرانوں کا نماز ترک کرنا جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمرانوں کے ساتھ تلوار سے لڑنے کو بھی جائز قرار دیا یہ کفر صریح ہے اور ترک نماز کے کفر صریح ہونے کی ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے برہان موجود ہے۔

کتاب و سنت میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ تارک نماز کافر نہیں ہے۔ یا یہ معلوم ہو کہ وہ مومن ہے یا یہ معلوم ہو کہ وہ جنت میں داخل ہو گا یا یہ معلوم ہو کہ وہ جہنم میں داخل نہیں ہو گا زیادہ سے زیادہ جو اس سلسلے میں وارد ہے۔ وہ ایسی نصوص ہیں۔ و توحید اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کی فضیلت پر دلالت کرتی اور اس کا ثواب بیان کرتی ہیں اور یہ نصوص یا تو کسی ایسے وصف کے ساتھ مقتید ہیں جس کے ساتھ ترک نماز ممکن ہی نہیں یا یہ معین حالات کے بارے میں وارد ہیں۔ جن میں انسان ترک نماز کے لئے معذور ہوتا ہے۔ یا یہ عام ہیں۔ اور انہیں تارک نماز کے کفر کے دلائل پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ تارک نماز کے کفر کے دلائل خاص ہیں۔ اور خاص عام سے مقدم ہوتا ہے جیسا کہ اصول حدیث اور اصول فقہ میں یہ ایک معروف اصول ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نماز کے کفر پر دلالت کرنے والے نصوص کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ ان سے مراد وہ شخص ہے جو نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے اس کا ترک کرے؟ ہم عرض کریں گے کہ نہیں یہ تاویل جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں دو رکاوٹیں ہیں۔ اس وصف کا ابطال لازم آتا ہے۔ جسے شریعت نے معتبر قرار دیا اور جس کے مطابق حکم عائد کیا ہے۔ یعنی شریعت نے ترک نماز پر کفر کا حکم لگایا ہے اور یہاں یہ نہیں کہا کہ جو کوئی نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے ترک کرے وہ کافر ہے۔ اور پھر محض اقامت نماز کی بنیاد پر دینی اخوت کو قائم کیا ہے۔ اور یہ نہیں کہا کہ دینی بھائی وہ ہیں جو نماز کے وجوب کا اقرار کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ اگر وہ توبہ کر لیں اور وجوب نماز کا



اقرار کر لیں تو۔۔ اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ آدمی اور شرک و کفر کے درمیان فرق وجوب نماز کے اقرار کی وجہ سے ہے کہ جو اس کے وجوب کا انکار کرے۔ وہ کافر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد ہوتی تو اس سے روگردانی اس بیان کے خلاف ہوتی جسے قرآن نے پیش کیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ... ۸۹ ... سورۃ النحل

''اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا (مفصل) بیان ہے۔''

اور جس کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا :

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ مُبَيِّنًا لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ... ۴۴ ... سورۃ النحل

''اور ہم نے آپ پر ذکر اور نصیحت (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں پر ان تعلیمات کو واضح کر دیں جو ان کی جانب نازل کی گئی ہیں۔''

اس میں دوسری رکاوٹ یہ ہے کہ اس سے ایک ایسے وصف کا اعتبار لازم آتا ہے۔ جسے شریعت نے مناط حکم قرار نہیں دیا۔ نماز پگاندہ کے وجوب کا انکار موجب کفر ہے اس شخص کے لئے جو جہالت کی وجہ سے معذور ہو خواہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے مثلاً ایک شخص اگر پانچوں نمازوں کو تمام شروط ارکان واجبات اور مستحبات سمیت ادا کرے۔ لیکن وہ کسی عذر کے بغیر ان نمازوں کے وجوب کا منکر ہو تو وہ کافر ہوگا حالانکہ اس نے نماز کو ترک نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ نصوص کو اس بات پر محمول کرنا کہ ان سے مراد وہ شخص ہے جو وجوب نماز کا انکار کرتے ہوئے ترک کرے صحیح نہیں ہے جبکہ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ تارک نماز کافر ہے اور وہ اپنے اس کفر کے باعث ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ابن ابی حاتم کی اس روایت میں اس کی صراحت ہے جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ :

اوصانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشركوا بالله شيئا ولا تسركوا الصلاة عوامن تركها عمدا متعمدا خرج من الملة

(مجمع الزوائد... ابن ماجہ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ قصد و ارادہ سے نماز ترک نہ کرو کیونکہ جو شخص قصد و ارادہ سے جان بوجھ کر نماز ترک کر دیتا ہے تو وہ ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔''

نیز اگر ہم اسے ترک انکار پر محمول کریں تو پھر نصوص میں نماز کے بطور خاص ذکر کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ یہ حکم تو نماز کو اچھا اور ان تمام امور کے لئے عام ہے۔ جو دین کے واجبات و فرائض میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ ان میں سے کس ایک کا اس کے وجوب کے انکار کی وجہ سے ترک موجب کفر ہے بشرط یہ کہ انکار کرنے والا جہالت کی وجہ سے معذور نہ ہو۔ جس طرح سمعی اثری دلیل کا تقاضا ہے کہ تارک نماز کو کافر قرار دیا جائے اسی طرح عقلی نظری دلیل کا بھی تقاضا ہے اور وہ اس طرح کہ جو شخص دین کے ستون نماز ہی کو ترک کر دے تو اس کے پاس پھر ایمان کیسے باقی رہا؟ نماز کے بارے میں اس قدر ترغیب آئی ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر عاقل مومن اس کے ادا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا سکے اور اس کے ترک کے بارے میں اس قدر وعید آئی ہے جس کا ہر عاقل مومن سے تقاضا یہ ہے کہ وہ اس کے ترک سے اور سے ضائع کرنے سے مکمل احتیاط برتے کیونکہ اگر اسے ترک اور ضائع کر دیا گیا تو اس کا تقاضا یہ ہوگا کہ پھر ایمان بھی باقی نہ رہے!

جہاں تک اس مسئلے میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے قول کا تعلق ہے تو جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی رائے یہ ہے بلکہ کئی ایک علماء نے کہا ہے اس پر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہے کہ تارک نماز کافر ہے۔ عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ :

کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایرون شیئاً من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلاة (ترمذی)

"حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اعمال میں سے ترک نماز کے سوا اور کسی عمل کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔" (ترمذی امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح اور شیخین کی شرط کے مطابق قرار دیا ہے)

مشہور امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ تارک نماز کافر ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر آج تک اہل علم کی یہی رائے ہے۔ کہ جو شخص قصد و ارادے سے بغیر کسی عذر کے نماز چھوڑ دے حتیٰ کہ اس کا وقت ختم ہو جائے تو وہ کافر ہے۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عب الرحمن بن عوف معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے بھی ثابت ہے کہ تارک نماز کافر ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت بھی نہیں کی۔ علامہ منذری نے "الترغیب والترہیب" میں امام ابن حزم کا یہ قول نقل کیا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے کچھ مزید نام بھی شمار کروائے ہیں۔ مثلاً عبداللہ بن مسعود۔ عبداللہ ابن عباس جابر بن عبداللہ اور ابو درداء رضوان اللہ عنہم اجمعین اور غیر صحابہ کرام میں سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نخعی۔ حکم بن عتیہ الحب سخیانی ابو داؤد طیالسی ابو بکر بن ابی شیبہ زمیر بن حرب اور بہت سے دیگر علماء کرام کا بھی یہی مذہب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے آیت کریمہ (فخلف من بعدہم خلف) کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "کتاب الصلوٰۃ" میں لکھا ہے۔ کہ امام شافعی کے مذہب میں ایک قول یہی ہے۔ اور اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے خود نقل کیا ہے۔

اگر کہا جائے کہ اس کا کیا جواب ہے جس سے تارک نماز کو کافر نہ سمجھنے والوں نے استدلال کیا ہے؟ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ جن دلائل سے انہوں نے استدلال کیا ہے۔ ان کی اس موضوع پر اصلاً دلائل ہی نہیں ہے۔ کیونکہ یا تو یہ ایسے وصف سے متعین ہیں کہ اس کے ساتھ ترک نماز ہے ہی نہیں یا یہ ایسی حالت کے ساتھ متعین ہیں جس میں تارک نماز معذور سمجھا جاتا ہے۔ یا وہ دلائل عام ہیں تارک نماز کی تکفیر کے دلائل کے ساتھ ان کی تقصیر کر دی جائے گی تارک نماز کو کافر قرار دینے والوں نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے وہ ان مذکورہ بالا چار حالتوں سے خالی نہیں ہیں۔

یہ مسئلہ بہت عظیم اور اہم مسئلہ ہے۔ انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنی ذات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور نماز کی حفاظت کرے تاکہ اس کا شمار بھی ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ ۱ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ إِتِمَاعُونَ ۝ ۲ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ ۳ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ ۴ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ ۵ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا بَلَغَتِ الْأَرْحَامُ فَرْغًا غَيْرَ مُلْمِئِينَ ۝ ۶ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُونَ ۱

"بلاشبہ ایمان والے رستگار (کامیاب) ہو گئے۔ جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑے بستے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں سے (یا کنیزوں سے) جوان کی ملک ہوتی ہیں۔ کہ (ان سے مباشرت کرنے سے) انہیں ملامت نہیں۔"

حدیث ما عندی واللہ اعلم بالصواب



ج 1 ص 476

محدث فتویٰ